© rasailojaraid.com

نظرات

آزادی کے بعد سال ۱۹۹۲ء میں جس قدر دہشتناک وبہیمانہ فرقہ وارانہ فسادات بابری مسجد کی مسماری کے بعد رونما ہوئے اس کے نتیجے میں ہندوستان اقتصادی لحاظ سے اسقدر پیچھے ہوگیا ہے کہ عالمی بنک کی ڈیلس کے ۲۶ ویں ایڈیشن میں ہندوستان سے متعلق یہ بات درج ہے کہ:

"ہندوستان کی فی کس آمدنی ۱۹۹۲ء میں اس سے پہلے سال کے مقابلے میں کم ہوکر صرف ۳۵۰ ڈالر سالانہ فی کس سے بھی کم ہوکر رہ گئی۔ اور اس طرح ہندوستان ان ۵۷ ملکوں کے زمرے میں آگیا جن کی آمدنی مذکورہ حد سے کم ہے۔ اور ہندوستان کی فی کس مجموعی قومی پیداوار ۱۹۹۲ء میں ۳۱۰ ڈالر تھی۔ جبکہ ۱۹۹۱ء میں یہ آمدنی ۳۳۰ ڈالر تھی"

اندرونِ ملک مہنگائی کی بہتات ہے جس کی چھوٹی سی مثال ہر انسان کی پہلی ضرورت چھوٹی سی چیز پیاز کی بے پناہ بڑھتی قیمت ہے، جنوری ۹۳ء میں جس پیاز کی قیمت ۳ روپے کیلو تھی وہ ہی اکتوبر، نومبر، دسمبر ۹۳ء میں ۱۲ - ۱۴ روپے کیلو تک پہنچ گئی یعنی ۴۰۰ فیصدی تک اضافہ اشیائے خورد ونوش سے لیکر دوا تک ہر چیز کی قیمت آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئی — اس کمر توڑ مہنگائی کی مار سے غریب انسان غربت وافلاس کی دہلیز پر پڑا ہوا سِسک رہا ہے۔ کیونکہ اسے عیش وآرام تو دُور صرف اور صرف پیٹ بھرنے کے لئے دو وقت کی روٹی ہی میسر ہوجائے تو یہ لاکھ درجہ غنیمت بات ہوگی — کبھی ہماری سیاسی جماعتوں نے اسطرف توجہ نہیں دی کہ غریب کو روٹی کپڑا مکان کس طرح مہیا کرایا جاسکتا ہے اکثر سیاسی جماعتوں کے رہنما تو بس، کسی طرح داؤں وپیچ لگا کر اقتدار کی کرسی پر براجمان ہونا چاہتے ہیں۔ ان کی بلا سے غریب انسان اپنی زندگی کس طرح گذار رہا ہے وہ اس طرف دھیان دیکر کیوں اپنے لئے جوکھم بھرا کام کا بوجھ اپنے سر پر ڈھوئے۔ جب سیاسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناعتوں کے رہنماؤں کا یہ نظریہ ہو گا تو ہم یہ کیسے باور کریں کہ عام انسان کا معیار زندگی بلند ہو گا اور اس بیسویں صدی کے ترقی یافتہ دور میں خوشحال انسانوں کی طرح برابری کے ساتھ رہ سکیں گے؟

ایک طرف تو یہ حال ہے کہ عام انسان غریب سے غریب تر ہو رہا ہے اور دوسری طرف ملک میں کروڑوں اربوں روپے کے تمسکات کے لین دین میں جو گھپلا ہوا ہے وہ بھی ہمارے غریب ملک کی آزادی کے بعد محیّر العقول مثال ہے۔ ہمارے ملک کی غریب آبادی کی غربت وافلاس کی طرح طرح کی کہانیاں و داستانیں غیر ممالک کے اخبارات و رسائل میں چھپتی رہتی ہیں جس سے ہمارے ملک کے عوام کی تصویر غیر ممالک کے لوگوں کے دل و دماغ میں کیسی حقیر منعکس ہو گی جس کا خیال ہی باعث شرم ہے اور جب ان کے سامنے ان تمسکات کے لین دین میں کروڑوں اربوں روپے کے گھپلوں کی خبریں پہنچی ہوں گی تو انہوں نے ہمارے بارے میں کیا کیا خیال دل و دماغ میں پیدا کیا ہو گا اس کا ہلکا سا اندازہ کر کے ہر غیرت مند ہندوستانی کا سر شرم سے نیچا ہونا فدرتی بات ہے۔

پورے عالم میں ۱۹۹۲ء کا سال ہندوستان کے لئے نیک نامی کا قطعاً نہیں رہا اس لئے کہ فرقہ پرست عناصر نے لاکھوں سادہ لوح عوام کو بہکا کر اور گمراہ کر کے ایودھیا میں اکٹھا کیا اور دنیا بھر کے ٹی وی کیمرہ۔ فیکس، ریڈیو، نیوز ایجنسیوں و اخبارات کے نمائندوں کی موجودگی میں ایک عبادت گاہ بابری مسجد کو جس طرح چشم زدن میں زمین دوز کیا اس پر تمام دنیا کے لوگ آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکے اور ایک اقلیتی فرقہ کی عبادت گاہ کو اس طرح زمین دوز کرنے کے اقدام کو انتہائی نفرت و حقارت سے دیکھنے پر مجبور ہوئے ــــ مقام شکر ہے سال ۱۹۹۳ء میں ہندوستانی عوام نے فرقہ پرست عناصر کے خلاف اسمبلی چناؤ میں اپنے حق رائے دہندگی (ووٹ) کا استعمال کر کے دنیا کے سامنے یہ بات ظاہر کر دی ہے کہ ہندوستان کے عوام کی اکثریت ان قابل نفرت اقدامات اور کسی مذہب کی عبادت گاہ کی مسماری کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتی ہے، اور وہ ان غلط حرکات کے خلاف اپنا فیصلہ دینا اپنے ملک اور مذہب کی روایات کے عین مطابق سمجھتی ہے۔ اس لحاظ سے سال ۱۹۹۳ء ہندوستان اور ہندوستانی عوام کے لئے بہتر ہی رہا گو ۱۹۹۲ء کے آخری دنوں کے بابری مسجد کی مسماری کے عوض میں نامساعد حالات سے ۱۹۹۳ء میں بھی سابقہ پڑا۔ بقول وزیر اعلیٰ بہار جناب لالو پرشاد "یہ ..... والے بھی کس قدر دشمنِ ملک نکلے کہ نہ بابری مسجد توڑتے اور نہ ہی ہمیں مہاراشٹر کے لاتور و عثمان آباد میں زلزلے کی

© rasailojaraid.com